

## سوال

میں خود مسلمان ہوں اور میری بیوی عیسائی ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میری بیوی کو جو مال وراثت میں ملا ہے کیا میرے لیے اس کا استعمال جائز ہے کیونکہ مجھے وراثت میں کوئی مال نہیں ملا ، لیکن وہ مال صرف میری بیوی کی ملکیت ہے ؟

جب میری بیوی - مجھ سے قبل موت کی صورت میں - اپنی ممتلكات کی وصیت میرے لیے کردے تو کیا میرے لیے یہ مال لینا جائز ہے ؟

## پسندیدہ جواب

الحمد لله.

1 - آپ کے لیے اپنی بیوی کا اسے وراثت میں ملنے والا مال لینا جائز ہے لیکن اس میں ایک شرط ہے کہ اس میں وہ رضامند ہو .

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

اگر وہ تمہیں اپنی مرضی کے ساتھ اس میں سے کچھ دے دیں تو اسے بڑی خوشی سے شوق کے ساتھ کھاؤ النساء ( 4 )

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ : اگر وہ تمہیں اپنی مرضی سے کچھ دے دیں ، یہ خطاب خاوندوں کو ہے ، اور اپنے عموم کے اعتبار سے اس بات کی دلیل ہے کہ عورت چاہے وہ کنواری ہو یا شادی شدہ کا اپنے خاوند کو اپنا مہر بہہ کرنا جائز ہے جمہور علماء کرام کا قول یہی ہے ..... اور علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت اپنے معاملے کی خود مالک ہے اگر وہ اپنا مہر خاوند کو بہہ کر دے تو یہ نافذ ہوگا اور اس میں کوئی رجوع نہیں . دیکھیں تفسیر قرطبی ( 5 / 24-25 )

اور عموماً کافروں کا مال جب خوشی و رضامندی سے مسلمان کے لیے خرچ کیا جائے تو اسے لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے پاس کھایا ہے . صحیح بخاری ( 2424 ) صحیح مسلم ( 4060 ) .

اور ایله ( ساحل سمندر کے ساتھ ایک ملک ) کے بادشاہ نے جو کہ کافر تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر اور چادر کا ہدیہ دیا تھا۔ صحیح بخاری ( 1411 ) صحیح مسلم ( 1392 )

اور نجاشی نے کفر کی حالت میں ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر ادا کیا تھا .

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ نے ان سے شادی کی تو وہ خود حبشہ میں تھیں ، انہیں نجاشی نے بیابا تھا اور چار ہزار مہر ادا کیا اور اپنی جانب سے تیار کیا اور انہیں شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ روانہ کیا ، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز نہیں بھیجی تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا مہر ایک سو درہم تھا . سنن نسائی ( 3350 ) یہ الفاظ نسائی کے ہیں سنن ابوداؤد ( 2086 ) مستدرک حاکم ( 2 / 181 ) امام حاکم نے اسے صحیح کہا اور امام ذہبی نے بھی اسے صحیح کو صحیح کہا ہے .

اس کے علاوہ اور بھی بہت دلائل ہیں .

اس کا - اپنے دین پر رہتے ہوئے موت سے قبل - اپنی مملوکہ اشیاء کا وصیت آپ کے لیے وصیت کرنا بھی آپ کے لیے یہ ممتلكات حلال کر دے گا ، تو وصیت وراثت کے علاوہ ہے ، لہذا اگر وہ فوت ہو جائے اور وصیت نہ کرے تو آپ اس کی کسی چیز کے وارث نہیں بن سکتے .

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا . صحیح بخاری ( 6383 ) صحیح مسلم ( 1614 )

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

حفاظ اور ثقات آئمہ کرام کی منقولہ روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مسلمان کافر کا وارث نہیں بنے گا ، لہذا جس نے بھی اس کی مخالفت کی وہ اس کی بات تسلیم نہیں ہوگی دلائل اس کے خلاف ہیں ، اور سب صحابہ کرام ، تابعین عظام اور فقہاء کرام مثلاً امام مالک ، اللیث ، امام ثوری ، اور امام اوزاعی ، اور امام ابوحنیفہ امام شافعی اور اہل حدیث میں سے وہ سب جنہوں نے فقہ میں بات کی ہے ان کا یہی کہنا ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ، اور اسی طرح اس حدیث کی اتباع میں اور اس پر عمل کرتے ہوئے کافر بھی مسلمان کا وارث نہیں ، اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا ہے .

دیکھیں : التمهید : ( 9 / 164 ) .

واللہ اعلم .